رسائل و مسائل

عورتوں کے لیے طلائی زیورات

سوال: ریشم اور سونے کے زیورات کے بارے میں مردوں کے لیے حرام ہونا تو سُنا تھا۔ لیکن ماہنامہ حکایت فروری ۱۹۸۸ء میں پروفیسر رفیع اللہ شہاب صاحب کے مضمون سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردوں کی طرح عورتوں کے لیے بھی بالکل حرام ہے۔ اس کے بارے میں اپنی تحقیق اور تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔ کیونکہ اس میں ایک صریح حرام حلال کا معاملہ ہے۔ رفیع اللہ صاحب کا مطبوعہ مضمون ارسال کر رہا ہوں۔

جواب: میں نے آپ کے ارسال کردہ مضمون کا تراشہ پڑھا۔ رفیع اللہ شہاب صاحب نے اپنے مضمون کا آغاز اس دعوے سے کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مردوں کے لیے سونے کا استعمال ناجائز قرار دیا، پھر عورتوں کے لیے بھی سونے کے زیورات پہننا حرام قرار دے دیا۔ اور اس بارے میں بقول ان کے "کوئی درجن بھر" احادیث ملتی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے سنن ابی داؤد کی ایک حدیث کا ترجمہ نقل کیا ہے جسے ابوداؤد اور دوسرے محدثین نے ان کے کہنے کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث کا ترجمہ اُن کے الفاظ میں درج ذیل ہے:

"حضرت حذیفہؓ کی ایک بہن سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت، تم چاندی کے زیورات کیوں نہیں پہنتیں؟ کیونکہ تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہنے گی اور اس کی نمائش کرے گی تو قیامت کے دن اُسے اسی زیور سے عذاب دیا جائے گا۔"

یہ روایت سند کے لحاظ سے درجۂ صحت کو نہیں پہنچتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والی خاتون کا نام اس روایت میں مذکور نہیں۔ حضرت حذیفہؓ کی ایک بہن سے کون سی بہن مراد ہے جب کہ ان کی کئی بہنیں تھیں، جن میں ایک کا نام فاطمہ اور دوسری کا نام خولہ تھا۔ جب تک نام کی صراحت نہ ہو تو انہیں مجہول شمار کیا جائے گا۔
پھر شہاب صاحب نے اس روایت کی پوری سند نقل نہیں کی جو اس طرح ہے:

عن ربعی بن خراش عن امرأته عن اخت لحذیفة

(ربعی بن خراش اپنی بیوی سے اور وہ حضرت حذیفہؓ کی بہن سے روایت کرتی ہیں)

گویا کہ حضرت حذیفہؓ کی نامعلوم الاسم بہن ایک دوسری خاتون سے بیان کرتی ہیں جو ربعی بن خراش کی بیوی تھیں، اور وہ بھی نامعلوم الاسم ہیں۔ حلت و حرمت کے احکام کی بحث میں شہاب صاحب سب سے پہلے وہ روایت لاتے ہیں جس کی سند وہ خاتون ہیں جن کا نام نامعلوم ہے، شہاب صاحب کے بقول اسے محدثین نے صحیح قرار دیا ہے، لیکن شہاب صاحب ان محدثین کا نام نہیں بتا سکتے۔ ایک جلیل القدر محدث حافظ منذری ہیں جنہوں نے سنن ابن داؤد کا اختصار کیا ہے، وہ اسی روایت کی شرح میں فرماتے ہیں: امرأة ربعی مجھولة (ربعی کی بیوی مجہولہ ہیں، ان کا نام معلوم نہیں) پھر لکھتے ہیں۔ ان صح فھو منسوخ (اگر عورتوں کے لیے سنہری زیور والی یہ روایت صحیح بھی ہو تو وہ منسوخ ہے)۔

دوسری حدیث جو شہاب صاحب نے نقل کی ہے وہ یہ ہے: حضرت اسماءؓ بنت یزید نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس عورت نے بھی اپنے گلے میں سونے کا گلوبند پہنا تو قیامت کے دن اسے ویسا ہی آگ کا گلوبند پہنایا جائے گا اور جو عورت بھی اپنے کانوں میں سونے کی بالیاں پہنے گی، آگ اس کے کانوں میں ڈال دی جائے گی۔
اس حدیث کے الفاظ میں بلاشبہ عورتوں کے لیے سونے کے زیورات کے لیے سخت وعید ہے، لیکن ان صحابیہ کی روایت کردہ ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حدیث میں کچھ تفصیل و تخصیص مذکور نہیں جو دوسری حدیث میں موجود ہے۔ مسند احمد

جلد ۶ ص ۴۶۱ کی آخری حدیث جوانہی حضرت اسماء بنت یزید سے مروی ہے وہ یہ ہے:

عن اسماء بنت یزید قالت دخلت انا وخالتی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا اسورۃ من ذھب فقال لنا اتعطیان زکاتہ قالت فقلنا لا۔ قال اما تخافان ان یسورکما اللہ اسورۃ من نار۔ ادیا زکاتہ

(اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور میری خالہ نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ آنحضور نے ہم سے فرمایا: کیا ان کی زکوٰۃ دیتی ہو، ہم نے نفی میں جواب دیا۔ تو آپؐ نے فرمایا، کیا تم اس سے نہیں ڈرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟ اس زیور کی زکوٰۃ ادا کرو۔)

اِس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کے سنہری زیورات کی وعید اس صورت سے متعلق ہے جب کہ ان کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے، ورنہ اگر خواتین کے لیے سونا پہننا سرے سے جائز نہ ہوتا، تو اس زیور کی زکوٰۃ کے ادا کرنے کا سوال کیسے پیدا ہوگا؟ محدثین وفقہاء کا متفقہ مسلک یہی ہے کہ عورتوں کے لیے ایسا زیور جائز ہے اور اگر بقدرِ نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ ہے۔ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ پہننے کے زیور کی زکوٰۃ یہ ہے کہ حسبِ ضرورت اُسے عاریۃً دیا جاتا رہے۔ ممانعت کا قول منسوخ یا مرجوح ہے۔

اِس کے بعد شہاب صاحب سنن ابی داؤدؒ سے حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی محبوبہ کو آگ کی انگوٹھی پہنائے تو پھر بے شک وہ اسے سونے کی انگوٹھی پہنا سکتا ہے اور تم میں سے جو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی محبوبہ کے گلے میں آگ کا طوق پہنائے تو وہ اسے سونے کا گلوبند پہنا سکتا ہے اور تم میں سے جو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی محبوبہ کو آگ کے کنگن پہنائے تو پھر وہ اسے سونے کے کنگن پہنا سکتا ہے۔"

معلوم نہیں کہ یہ ترجمہ رفیع اللہ صاحب نے خود کیا ہے یا کہیں سے کرایا ہے، بہرحال یہ ترجمہ کرنے والے کی جہالت اور عربی سے نابلد ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ اس ترجمہ میں تین مرتبہ "اپنی محبوبہ" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، حالانکہ متنِ حدیث میں تینوں جگہ حَبِيْبَهٗ کا لفظ وارد ہے جو مرکب اضافی ہے جس میں حبیب مذکر کا صیغہ ہے اور اس کے معنی محبوبہ نہیں، بلکہ محبوب کے ہیں۔ اور حبیب کے ساتھ "ہ" تائے تانیث نہیں، بلکہ واحد غائب کی مذکر ضمیر ہے جس کا مرجع حبیب ہے جو مذکر ہے۔ اگر عربی میں اپنی محبوبہ کا ذکر ہوتا تو حَبِيْبَتَهٗ کا لفظ ہوتا۔ پھر متن میں تینوں مرتبہ فَلْيُحَلِّقْهُ فَلْيُطَوِّقْهُ فَلْيُسَوِّرْهُ کے الفاظ آئے ہیں، ان سب میں ہ ضمیر واحد غائب مذکر کا ہے۔ اگر مؤنث ہوتی تو تینوں کے آخر میں ھاء تانیث ہوتی۔ بہرکیف اس حدیث سے صنفِ ذکور کے لیے سونے کے زیور کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، عورتوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ شہاب صاحب نے سنن ابی داؤد سے وہ روایات تو نقل کر دیں جن سے ان کے نزدیک عورتوں کو سونا پہننے کی حرمت ثابت ہوتی ہے، لیکن اس باب کی سب سے پہلی حدیث جس سے عورتوں کے لیے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، اُسے چھوڑ دیا ہے۔ اس باب ماجاء فی الذھب للنساء کی اوّلین حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجاشی کی جانب سے زیور تحفہ کے طور پر آئے، جن میں سونے کی انگوٹھی (خاتم من الذہب) تھی اور حبشی نگینہ تھا۔ اُسے آنحضورؐ نے لکڑی یا انگلی سے اُٹھایا، پھر آپؐ نے اُمامہ کو بلایا جو آنحضورؐ کی نواسی اور حضرت زینبؓ کی صاحبزادی تھیں اور فرمایا: میری بیٹی اسے پہن لو۔"

بعض معاملات میں امر و نہی، جواز و عدم جواز سے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں، جن میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے۔ ان سے استنباطِ حکم یہ طریقہ صحیح نہیں کہ ایک طرف پر انحصار کیا جائے۔ اور دوسری جانب سے آنکھیں بند کر لی جائیں، اسی طرح یہ طرزِ فکر بھی معقول نہیں کہ اختلافِ حدیث کو انکارِ حدیث کا بہانہ بنایا جائے۔ اہلِ علم نے ہمیشہ

جملہ احادیث پر بیک وقت نظر رکھ کر غور و بحث کے بعد رائے قائم فرمائی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن القیم نے ابوداؤد کے اس باب کی احادیث پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"ان احادیث کے ضمن میں اختلاف و اشکال رونما ہوا ہے۔ ایک گروہ علماء کا مسلک یہ ہے کہ مخالفت پر دلالت کرنے والی روایات ضعیف ہیں (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا)۔ دوسرے گروہ کا قول یہ ہے کہ عورتوں کے لیے سنہری زیورات کی حرمت اوائلِ اسلام میں تھی، پھر منسوخ ہو گئی۔ چنانچہ سنن ترمذی میں صحیح حدیث موجود ہے جو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُحِلَّ الذھب والحریر للاناث من امتی وحرّم علی ذکورھا (میری اُمت کی خواتین کے لیے سونا اور ریشم حلال کیا گیا ہے اور مردوں پر یہ حرام ہے۔) حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے بھی ابن ماجہ میں یہی حدیث مروی ہے، تیسرے گروہ کا مسلک یہ ہے کہ عورتوں کے لیے سونے کے زیور پر وعید اس صورت میں ہے جب کہ ان پر واجب زکوٰۃ ادا نہ ہو، جس عورت نے زکوٰۃ دے دی اُس کے لیے یہ وعید نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عمروؓ بن شعیب کے والد اور دادا سے حدیث مروی ہے کہ یمن سے ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کی بیٹی ساتھ تھی جس نے سونے کے وزنی کنگن پہن رکھے تھے۔ آنحضورؐ نے پوچھا: ان پر زکوٰۃ دیتی ہو؟ اُس نے نفی میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا: کیا تمھیں پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو تمھیں آگ کے کنگن پہنائے؟ اُس عورت نے یہ کنگن اُتار کر پیش کر دیے۔ اور عرض کیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے ہیں۔ اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ سے بھی ابوداؤد میں حدیث مروی ہے کہ انھوں نے سونے کا زیور پہن رکھا تھا۔ اور انھوں نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ کیا یہ کنز ہے (جو ممنوع ہے)؟ آنحضورؐ نے فرمایا: اگر اس کا وزن اتنا ہو کہ زکوٰۃ واجب ہو اور زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو یہ کنز کی تعریف میں

نہیں آتا۔"

رفیع اللہ شہاب صاحب نے سنن ابی داؤد (طبع مصر) کا صرف ایک باب دیکھا ہے، اس میں سے اپنے مطلب کی روایات کو نقل کر دیا ہے اور ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ اگر وہ سنن ابی داؤد کی کتاب الزکوٰۃ کو بھی دیکھ لیتے۔ جو اس باب سے پہلے کتاب الصلوٰۃ کے بعد موجود ہے تو انہیں زکوٰۃ الحلی میں حضرت عمروؓ بن شعیب والی حدیث مل سکتی تھی جسے اوپر نقل کیا جا چکا ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے زریں زیورات جائز ہیں بشرطیکہ بقدر نصاب ہونے پر ان کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ سنن ترمذی، کتاب اللباس میں بھی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی حدیث وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حرم لباس الحریر والذھب علی ذکور امتی واحل لاناثھم

"میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے"۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے اور ساتھ ہی تصریح کی ہے کہ اس مفہوم کی احادیث حضرت عمرؓ، علیؓ، عقبہؓ بن عامر، انسؓ، حذیفہؓ، امّ ہانیؓ، عبداللہؓ بن عمرو، عمران بن حصین، عبداللہ بن زبیرؓ، جابر بن ابوریحان، عبداللہ بن عمرؓ اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہیں۔

بہرکیف شہاب صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط اور باطل ہے کہ شریعتِ اسلامی میں عورتوں کے لیے سونے کے زیورات استعمال کرنے حرام ہیں۔ اس پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ مردوں کے لیے سونے کا زیور اور ریشم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے اور عورتوں کے لیے سونا اور ریشم حلال فرمایا ہے۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ میں وارد احادیث کی شرح کرتے ہوئے امام نووی فرماتے ہیں:

اما النساء فیباح لھن لبس الحریر و فوا تیم الذھب وسائر الحلی منہ و من الفضۃ۔

(جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے، ان کے لیے ریشم کا لباس اور سونے کی انگوٹھی اور ہر قسم کے سونے چاندی کے زیورات مباح ہیں۔)

اختلاف جو کچھ ہے، فقط اس امر میں ہے کہ سونے کے زیور پہ زکوٰۃ کس صورت میں ہوگی۔ عہدِ نبوت کے بعد خلافتِ راشدہ کے ادوار میں بھی سونے کے زیورات پہ زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی۔ چنانچہ محلّیٰ ابن حزم اور دوسری کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عامل حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام فرمان ارسال کیا تھا کہ مُر نساء المسلمین یزکین عن حلیھن (مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنے زیورات کی زکوٰۃ ادا کریں)۔ اس میں سونے چاندی کی تخصیص نہیں، بلکہ مطلقاً زیورات پہ زکوٰۃ کا حکم دیا گیا جس سے ہر قسم کے زیورات کا جواز عورتوں کے حق میں آپ سے آپ ثابت ہو گیا۔ اگر خواتین کے لیے سنہری زیور حرام ہوتا تو خلیفہ راشد زیورات پہ زکوٰۃ کی وصولی کا عام حکم کیسے دیتے؟

جن احادیث میں سنہری زیور کا عورتوں کے لیے ممنوع ہونا مذکور ہے، ان کے بارے میں حافظ ابن قیم کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی یہ فرمایا ہے کہ یہ ابتدائی حکم تھا جو بعد میں تبدیل ہوگیا۔ قاضی ابن العربی بھی سنن ترمذی کی شرح "تحفۃ الاحوذی" میں لکھتے ہیں۔ یکون ذلك وقتًا لنھی الباری له ابتداء عنه واستقرا لنھی عن خاتم الذھب للرجال وجاز للنساء لان الذھب والحریر حلال استعماله لھن۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نہی ابتدائی دور میں تھی۔ پھر سونے کی مردوں کے لیے ممانعت تو برقرار رہی، مگر عورتوں کے لیے اسے جائز کر دیا گیا۔ ریشم اور سونا پہننا ان کے لیے حلال ہے)۔

اس لیے یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ سونا پہلے عورتوں کے لیے حلال تھا، پھر حرام کر دیا گیا۔ بلکہ صحیح تر قول یہ ہے کہ پہلے ممانعت کا حکم اگر عام تھا تو پھر عورتوں کے لیے حکم میں تخصیص ہوگئی اور سنہری زیور ان کے لیے جائز ہوگیا۔

روزنامہ "نیشن" لاہور کے شمارہ ۴ نومبر و ۲۴ نومبر ۱۹۹۰ء میں محمد شعیب عادل نام کے کسی صاحب نے اسی موضوع پر "سونے کے زیورات اور ان پر زکوٰۃ" پر

دو مراسلے چھپوائے ہیں جن میں رفیع اللہ صاحب کی طرح عورتوں کے لیے طلائی زیورات ممنوع ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے بیشتر مزعومات کا جواب تو اُوپر کی بحث میں آگیا ہے، تاہم ان کی ناروا جسارت کا ایک نمونہ یہاں پیش کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

"نیشن" مورخہ ۱۴ر نومبر میں وہ لکھتے ہیں کہ امام ابن حزم نے مندرجہ ذیل اصحاب کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ سونے کے زیورات سے متعلق زکوٰۃ کے وجوب کی تمام احادیث ضعیف ہیں اور ان زیورات پر کوئی زکوٰۃ نہیں، اور محمد شعیب صاحب نے ان حضرات کے یہ نام گنوائے ہیں۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ (شعیب صاحب نے حضرت اسماء کو انگریزی میں ISMA لکھا ہے جو آن کی جہالت کا بیّن ثبوت ہے)۔ حضرت عائشہؓ، امام شعبیؒ (انہیں مراسلہ نگار نے (SHUBI) لکھا ہے)، ربیعہ بن عبدالرحمٰن، ابوجعفر محمد بن علی، حضرت طاؤس، حضرت حسن اور حضرت سعید بن مسیب (مراسلے میں MUSSAIB لکھا گیا ہے۔

اولین سوال جو عادل صاحب سے دریافت طلب ہے وہ یہ ہے کہ بالفرض ان اصحاب کے نزدیک سونے کے زیورات سے متعلق احادیث جن میں ایسے زیورات پر زکوٰۃ کا ذکر ہے، اگر وہ ضعیف ہوں تو اس سے عورتوں کے لیے سونے کے زیورات کی حرمت کیسے ثابت ہو گی۔ عورتوں کے لیے طلائی زیورات کے استعمال کا جواز و عدم جواز اور ان زیورات پر زکوٰۃ کا وجوب و عدم وجوب دو مختلف اُمور ہیں جن کا ایک دوسرے کے ساتھ براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ مراسلہ نگار نے ابن حزم کا ذکر کیا ہے مگر ان کی کسی کتاب کا نام نہیں دیا۔ یہ کتاب محلّٰی ہی ہو سکتی ہے۔ محلّٰی کی تیسری جلد ص ۷۵ پر حکم زکوٰۃ الحلی پر مستقل بحث موجود ہے جو ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے:

۶۸۴ - مسئلۃ: والزکوٰۃ واجبۃ فی حلی الفضۃ والذھب .... سواء کان

حلی امراۃ او حلی رجل۔

(چاندی اور سونے کے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے خواہ وہ زیورات عورت کے ہوں یا مرد کے)۔

بعدازاں ابن حزم نے حضرت عمرؓ کے خط کا ذکر کیا ہے، جس میں حضرت ابوموسیٰ کو لکھا گیا تھا کہ مسلمان عورتوں کو زیورات کی زکوٰۃ دینے کا حکم دیں۔ پھر حضرت عبداللہؓ بن مسعود، حضرت عبداللہؓ بن عمرو، حضرت عبداللہ بنؓ عمر، حضرت عائشہؓ سب کا مسلک بیان کیا گیا ہے کہ وہ زیورات کی زکوٰۃ کے قائل و عامل تھے۔ اس کے بعد آخر میں ابن حزم نے ان اصحاب کا ذکر کیا ہے، مراسلہ نگار نے جن کے نام گنوائے ہیں کہ ان کے نزدیک پر زکوٰۃ نہیں۔ پھر ابن حزم نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ ان میں سے بعض حضرات نے زیورات پر زکوٰۃ نہ ہونے کی دلیل یہ دی ہے کہ عورتوں کے لیے چونکہ زیورات کا استعمال جائز ہے، اس لیے ان پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔ ابن حزم کہتے ہیں کہ دینار و درہم اور سونا چاندی سکے یا ڈلے کی صورت میں مردوں عورتوں کے لیے اپنی ملک میں رکھنا جائز ہے تو کیا کسی صورت میں بھی ان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی؟ ابن حزم نے درحقیقت اس بات پر زور دیا ہے کہ سونے چاندی پر زکوٰۃ نصِ صریح سے واجب ہے، اس لیے اس کے بالمقابل بعض کمزور احادیث کے بل پر یہ استنباط صحیح نہیں کہ سونے یا چاندی کے زیورات زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

یہ طرزِ استدلال بھی بے محل اور بے وزن ہے کہ امیر عورتیں سونے کا زیور پہن کر غریب عورتوں کے لیے ترغیب کا باعث بنتی ہیں۔ زیور خواہ سونے کا ہو یا چاندی کا ہو، خواتین کے لیے واجب و لازم یا مستحب بھی نہیں، فقط عورتوں کے لیے جائز و مباح ہے۔ بیشتر حالات میں اگر غرباء کے پاس زیور ہو تو وہ ایک محفوظ سرمایہ ہوتا ہے جسے بوقت ضرورت بیچ کر ناگزیر ضرورت پر صرف کیا جا سکتا ہے۔ پھر اللہ و رسولؐ نے حلال و حرام کے کلی اختیارات اپنے پاس رکھے ہیں۔ اس کے لیے نصوص و اصول بیان فرما دیئے ہیں۔ ان سے تجاوز کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ (ملک غلام علی)